آج ـ کل

مائل خیرآبادی

نیو کریسنٹ پبلشنگ کمپنی
۲۰۳۵/قاسم جان اسٹریٹ، بلی ماران، دہلی ۶

یادِ خدا ۳

مالک ۵

گیارہ آنے کا ٹکٹ ۱۰

دو لڑکے ۱۴

منکر نکیر ۱۶

ہاتھیوں کا بٹوارہ ۲۹

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

اشاعت اوّل	1985
اشاعت نو	FEB-2014
قیمت	Rs. 18/-

ناشر

نیو کریسنٹ پبلشنگ کمپنی

۲۰۳۵/قاسم جان اسٹریٹ، بلی ماران، دہلی-۶

فون: 011-65363445,9015603676

یادِ خدا

ایک سوداگر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بہت دولت دی تھی۔ لیکن وہ سوداگر بہت ہی کنجوس تھا۔

ایک روز وہ کھانا کھا رہا تھا۔ اس کی بیوی بھی کھانا کھا رہی تھی۔ دستر خوان پر بہت عمدہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا۔ جس کو وہ بہت پسند کرتا تھا۔ اسی وقت ایک فقیر آیا اور کہنے لگا کہ ''اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔'' یہ سنتے ہی اس کی بیوی نے شوہر سے کہا ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دولت دی ہے جس سے ہم اچھے کھانے کھا رہے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں گوشت فقیر کو دے دوں۔'' شوہر نے کہا۔ ''ہم نے اپنے کھانے کے لئے یہ گوشت تیار کیا ہے۔ بھلا ہم فقیر کو کیسے دے سکتے ہیں۔'' یہ سن کر بیوی نے کہا۔ ''یہ گوشت جو ہم کھا رہے ہیں وہ اللہ ہی نے تو دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ غریبوں کی مدد کرو۔ ہمارا فرض ہے کہ یہ گوشت فقیر کو دے دیں۔'' اس طرح بہت سمجھاتی رہی۔ مگر اس کی کسی بات کو شوہر نے نہ مانا۔ اور اس نے فقیر کو دروازے سے دھکّا مار مار کر بھگا دیا۔

یہ دیکھ کر بیوی کو دکھ ہوا۔ اس نے کئی بار شوہر کو نصیحت کی کہ وہ اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرے۔ لیکن شوہر اس سے ناراض ہو گیا اور اسے بھی گھر سے نکال دیا اور طلاق دے دی۔ کچھ دنوں کے بعد عورت نے ایک دوسرے سوداگر سے شادی کر لی۔ یہاں بھی ایک روز جب یہ دونوں میاں بیوی کھانا کھانے بیٹھے تو ان کے سامنے تلا ہوا گوشت رکھا تھا۔ اتنے میں ایک فقیر آیا اور کہنے لگا کہ ''اللہ کے نام پر مجھے تھوڑا کھانا دو، میں بہت بھوکا ہوں۔'' یہ سنتے ہی اس کی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ ''دیکھو یہ گوشت اللہ نے دیا ہے اور ہم پھر ایسا ہی گوشت دوبارہ بھی تیار کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ گوشت میں اس فقیر کو دے دوں۔''

یہ سنتے ہی شوہر نے کہا ''بے شک یہ گوشت خوشی سے فقیر کو دے سکتی ہو۔''

بیوی نے جا کر گوشت اس فقیر کو دے دیا۔ جب فقیر کو گوشت دے کر واپس ہوئی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور وہ رونے لگی۔ یہ دیکھ کر سوداگر نے جو اس کا نیا شوہر تھا، پوچھا۔ ''بتاؤ کہ تم

کیوں رو رہی ہو؟'' بیوی نے پہلے تو بتانے سے انکار کیا۔ مگر شوہر نے بار بار پوچھا تو بتانا پڑا، کہنے لگی کہ یہ جو فقیر اپنے گھر پر آیا تھا، وہ ایک دوسرے شہر کا سوداگر تھا۔ وہ بڑا مال دار تھا۔ وہ بھی تمہارے جیسا ہی امیر تھا۔ مگر وہ اللہ کی راہ میں خیرات نہیں کرتا تھا۔ یہ فقیر میرا وہی شوہر تھا۔ ہم دونوں ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ ایک روز شام کے وقت ہم کھانا کھا رہے تھے کہ ایک فقیر آیا اور کہا۔ ''اللہ کے نام پر کچھ کھانے کو دو تو اس پر دھکّے دے کر بھگا دیا۔ آج وہ فقیر ہو گیا۔ اور بھیک مانگتا ہوا ہمارے دروازے تک آیا۔ اللہ کے ہاتھ میں امیر کو غریب بنانا اور غریب کو امیر بنانا ہے۔'' یہ سن کر اس نے کہا۔ ''اس وقت جو فقیر تمہارے پاس گیا تھا وہ میں ہی تو تھا۔''

مالک

''خبردار اِدھر قدم مت رکھنا!''

''کیوں؟ تم کون ہوتے ہو؟''

''بتا دوں! میں کون ہوں۔ گدھے کہیں کے!''

''میری گھاس بھی چر لی۔''

''میری گھاس بھی چر لی اور زبان لڑاتا ہے!''

''گھاس کیا تیرے باپ کی ہے؟''

''اچھا تو اس طرح نہ مانے گا، لے گھاس کھا!''

اس تو تو میں میں کے بعد بیل نے گدھے کے سینگ مار دیا۔ نوکیلے سینگ گدھے کی ران میں لگے اور خون نکلنے لگا۔ وہاں کچھ دوسرے جانور بھی تھے۔ وہ ان دونوں کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ وہ دوڑے دوڑے گئے اور جنگل کے بعت سے جانوروں کو بلا لائے۔

سب نے پوچھا۔ ''ارے او گدھے! کیا ہوا اور کیوں رو رہا ہے؟''

''دیکھتے نہیں! اس بیل نے مجھ پر کیسا ظلم کیا ہے۔ یہ دیکھو میری ران سے خون بہہ رہا ہے۔''

جنگل کے جانوروں نے بیل سے پوچھا۔ ''تو نے اس کے کیوں سینگ مارا؟ بیل نے جواب دیا کہ یہ گدھا میری گھاس چر رہا تھا۔''

بیل کی یہ بات سن کر گھوڑا بولا: ''کیوں رے بیل! تو گھاس کو اپنی بتا رہا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ میں گھاس کا سب سے زیادہ شوقین ہوں۔ **گھاس میری ہے کہ تیری؟''**